THE SCHOLAR
Islamic Academic Research Journal
ISSN: 2413-7480(Print) 2617-4308 (Online)
DOI:10.29370/siarj
Journal home page: http://siarj.com

عہدِ حضرت عمرؓ میں اشاعتِ تعلیم کا تحقیقی مطالعہ

A RESEARCH STUDY OF THE EDUCATIONAL PUBLICATION IN THE ERA OF HAZRAT UMAR (R.A)

1. **Khalid Rasool**

PhD Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro, Pakistan.

Email : khalidrasool28@gmail.com

ORCID ID:

https://orcid.org/0000-0003-3862-0398

2. **Dr. Bashir Ahmed Rind**

Associate Professor. Department of Comparative Religion & Islamic Culture · University of Sindh, Jamshoro , Pakistan.

Email: bashir_rind2006@yahoo.com

ORCID ID:

https://orcid.org/0000-0001-9781-1106

To cite this article:
Rasool, Khalid, Bashir Ahmed Rind, A RESEARCH STUDY OF THE EDUCATIONAL PUBLICATION IN THE ERA OF HAZRAT UMAR (R.A) The Scholar-Islamic Academic Research Journal 5, No. 2 (December 16, 2019): 1–20.
To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue9ar1

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 01-20
Publisher	Research Gateway Society
DOI:	10.29370/siarj/issue9ar1
URL:	https://doi.org/10.29370/siarj/issue9ar1
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	www.siarj.com
Published online:	2019-02-28

CC BY NC SA
Open Access

عہدِ حضرت عمرؓ میں اشاعتِ تعلیم کا تحقیقی مطالعہ

A RESEARCH STUDY OF THE EDUCATIONAL PUBLICATION IN THE ERA OF HAZRAT UMAR (R.A)

Khalid Rasool, Bashir Ahmed Rind

ABSTRACT:

Education has always played a pivotal role in the development of the nations; Islam has specifically called its followers for the procurement of knowledge. At presently Muslims are out classed by other nations in the fields of knowledge and science, it is their own fault, but it does not imply that Muslims have ever ignored the importance of education or they have not performed feats in the realm of education. The history testifies with the examples of great inventions and deeds performed by the great Muslims scientists in the different fields of knowledge I-e. Religion science, medicine, engineering and geography etc. Acquiring education in the fundamental right of the common people and it can never be fulfilled until the support of the ruler of the state. The age of the caliphate Umar (R.A) is regarded as the golden period of history, when Islamic state fast expended and vast areas included in the Islamic domain, spreading education in the state is the prime responsibility of the ruler of the state. It is the prominent feature of the caliphate Umar (R.A) that he ruled the Islamic state with the best possible system of administration with innovation. He established the network of schools with teacher in all the nooks and corners of the state for the betterment of the masses.

Keywords: Umar, Education, Publication, Islamic laws, Curriculum

کلیدی الفاظ: عمر، تعلیم، اشاعت، اسلامی قوانین، نصاب.

تعلیم ازل سے انسان کی فضیلت کا سبب ہے اور کسی بھی قوم و سلطنت اور معاشرے کی ترقی کے لیے عوام کا تعلیم یافتہ ہونا بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ موجودہ دور میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مسلمان تعلیمی مقابلہ میں دنیا سے پیچھے ہیں تو یہ خیال بھی کچھ غلط نہیں، البتہ اسلام نے اپنے ابتدائی دور سے ہمیشہ تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے اور اسے قوموں کی ترقی و سربلندی کا سرچشمہ قرار دیا ہے۔ مسلمانوں نے آغاز اسلام سے اپنے قائد و رہبر حضور اکرم ﷺ کی تعلیمی حصول کے لیے شدت سے تاکید پر لبیک کہا اور انہوں نے تعلیمی میدان میں بے شمار کارنامے سرانجام دیئے اور دیگر قوام نے ان سے فوائد حاصل کئے۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر اس علم کے سیکھنے کی تاکید فرمائی ہے کہ جس میں انسانیت کی فلاح ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [1]

ترجمہ: "آپ دریافت فرمائیں کیا کبھی برابر ہو سکتے ہیں علم والے اور بے غیر علم والے"

آج یہ نعرہ عام ہے کہ تعلیم ہر انسان کا بنیادی حق ہے اس بات کو اللہ کے رسول ﷺ نے چودہ صدیوں قبل ہی ارشاد فرما دیا تھا کہ:

﴿طلب العلم فريضةعلى كل مسلم﴾ [2]

"علم طلب کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے"

اہل علم کے مرتبہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿مَنْ جَاءَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ لِيُحْيِيَ بِهِ الْإِسْلَامَ فَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ فِي الْجَنَّةِ دَرَجَةٌ وَاحِدَةٌ﴾ [3]

---

[1] -Al-Quran,39:4.

[2]- Abū ʻAbdillāh Muḥammad ibn Yazīd Ibn Mājah, Sunan Ibn Mājah, (Dare ahya Al-kutab Al- arbia:Faisal Esa Albabi Al- Halbi)V.1,P.81,Hadith No.224.

[3]-Abu Umar Yousuf bin Abdullah, Ibn Abdul Bar Al-Qurtubi, Jami' Bayan Al-'Ilm wa-Fadlih,(Al Suadia:Dar- e- Ibn Al Jozi,1994),P.20,Hadith No.219.

''جس شخص کو موت اس حالت میں آئی کہ وہ علم حاصل کر رہا تھااور اس کی نیت یہ تھی کہ وہ علم حاصل کر کے اللہ اور اس کی مخلوق کی خدمت بجالائے گا تو جنت میں اس کے اور نبیوں کے مابین صرف ایک درجے کا فرق ہوگا اور وہ مرتبہ نبوت کا مرتبہ ہے''

اس کے ساتھ ساتھ اللہ کے رسول ﷺ نے علم کو انبیاء کی وراثت قرار دیا ہے۔

﴿إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ﴾[4]

''علماء نبیوں کے وارث ہیں، نبیوں نے دینار و درہم نہیں بلکہ علم ہی ورثہ میں چھوڑا ہے، تو جس نے اسے حاصل کیا اس نے بڑا حصہ پایا''

مسلمانوں کے خلیفۂ دوم حضرت عمرؓ کا دور خلافت اسلامی تاریخ کا درخشاں دور کہلاتا ہے۔آپؓ کے دور خلافت میں اسلامی سلطنت کو بہت زیادہ وسعت حاصل ہوئی اور اس وسیع اسلامی سلطنت میں عوام کو تعلیم سے بہرہ مند کرنا ایک اہم ذمہ داری تھی زیر نظر مقالہ میں حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں تعلیم کے فروغ کے سلسلہ میں کی گئی کاوشوں کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

حضرت عمرؓ کا ذوق علم

حضرت عمرؓ حصول علم و تحصیل علم کے بہت حریص تھے۔آپؓ فرماتے تھے: ﴿تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَتَعَلَّمُوا لِلْعِلْمِ﴾ ''علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ''[5]

حضرت عمرؓ بچپن ہی سے علم کا بڑا شغف رکھتے تھے۔جب حضور اکرم ﷺ مبعوث ہوئے تو قبیلہ قریش میں صرف سترہ آدمی ایسے تھے جو لکھنا جانتے تھے ان میں حضرت عمرؓ بھی شامل تھے۔آپؓ نے اسی زمانہ میں لکھنا اور پڑھنا سیکھ لیا تھا۔[6]

دورِ رسالت میں جن خوبیوں کی وجہ سے حضرت عمرؓ کو اعلیٰ مقام حاصل ہوا ان میں ایک خوبی لکھنا پڑھنا بھی تھی۔حضرت عمرؓ قرآن و حدیث کی تعلیم، خیر خواہی، رہنمائی یا کسی بھی علم کے حصول کے موقع پر کبھی بھی پیچھے نہ

[4] - Ibn Mājah, Sunan Ibn Mājah, V.1, P.81, Hadith No.223.

[5]- Qasim Aashore,Fariyad Al kalam lil khulfaye Al kiram,(Al Saudia:Dar-e-Taweeq,1998),P.159.

[6]- Ahmed bin Yahya Alblazri, Fatoh ul Baldan, P.477.

رہتے آپؓ فرماتے ہیں: ''میں اور میرا ایک انصاری پڑوسی جو میرے ساتھ مدینہ میں رہتا تھا۔ ہم دونوں باری باری ایک ایک دن رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے۔ جب میری باری ہوتی تو میں اس دن کی تمام دینی معلومات حاصل کرتا اور جب اس کی باری ہوتی تو وہ خود بھی ایسا ہی کرتا تھا۔ پھر ہم خیالات کا تبادلہ کر لیتے تھے۔'' [7]

حضور اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ کو وسیع علم عطا ہونے کی بشارت سنائی تھی۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿بينا أنا نائم أتيت بقدح لبن،فشربت منه،حتى إني لأرى الري يخرج من أظفاري،ثم أعطيت فضلي ". يعني عمر.قالوا فما أولته يا رسول الله؟ قال: العِلْمَ﴾ [8]

''میں ایک مرتبہ سو رہا تھا کہ خواب میں میرے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا۔ میں نے اس پیالے سے دودھ پیا یہاں تک کہ میں نے محسوس کیا کہ سیرابی میرے ناخنوں تک پہنچ گئی ہے، پھر میں نے باقی ماندہ دودھ عمر کو دے دیا۔ لوگوں نے آپ سے سوال کیا "اللہ کے رسول ﷺ آپ نے اس خواب کی کیا تعبیر فرمائی؟ نبی ﷺ نے فرمایا، علم''

ابوالنصر کہتے ہیں یہ ایک علم و معرفت کی دولت تھی جو صرف ایسے انسان کو حاصل ہو سکتی تھیں جو ان علوم و فنون سے آراستہ ہو جو قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ کے فہم کے لیے ضروری ہیں۔ یہ لغت کا علم اور آداب لغت کو جاننے، لغت کے اسالیب میں مہارت رکھنے اور اس سے متعلقہ تمام معرفتوں اور تجربات سے گزرنے کے بعد حاصل ہوتے ہیں اور حضرت عمرؓ میں یہ تمام خوبیاں جمع تھیں۔ [9]

قرآنی تعلیمات کی اشاعت

اسلام میں قرآن مجید کی تعلیم کو سب سے زیادہ اہمیت و فضیلت دی گئی ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

---

[7]- Muhammad Ahmed Abu Al Nasar, Umar bin Al Khattab, (Bairut:Dar ul Jeel,1991),P.87.

[8]-Muhammab bin Ismail Bukhari, Sahih Al-Bukhari, (Dar- e- Tooq Al Nijah,1422 A.H), V.9, P.35, Hadith No.7006.

[9]- Abu Al Nasar,Umar bin Al khattab,P.93.

﴿خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَه﴾ [10]

"تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور دوسروں کو سکھایا"

قرآن مجید کی تعلیم کے حصول کی ترغیب دیتے ہوئے ایک دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يَغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ إِلَى بُطْحَانَ، أَوْ إِلَى الْعَقِيقِ، فَيَأْتِيَ مِنْهُ بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِي غَيْرِ إِثْمٍ، وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ؟، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ نُحِبُّ ذَلِكَ، قَالَ: أَفَلَا يَغْدُو أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيَعْلَمُ، أَوْ يَقْرَأُ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ نَاقَتَيْنِ، وَثَلَاثٌ خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلَاثٍ، وَأَرْبَعٌ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَرْبَعٍ، وَمِنْ أَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْإِبِلِ﴾ [11]

"تم میں سے کون یہ شخص پسند کرتا ہے کہ وہ بطحان یا عقیق کی طرف جائے اور وہاں سے دو اونٹنیاں بڑے کوہان والی بغیر کسی گناہ اور بغیر انقطاع صلہ رحمی کے لائے؟ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم سب پسند کرتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص مسجد میں جاتا ہے اور وہاں کتاب اللہ عزوجل کی دو آیتیں کسی کو سکھاتا ہے یا خود پڑھتا ہے تو وہ اس کے لیے دو اونٹنیوں سے بہتر ہے، تین آیتیں اس کے لیے تین اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور چار آیتیں اس کے لیے چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں، اسی طرح آگے تک قیاس کیا جائے"

قرآن کریم انسان کی عزت وبلند مرتبہ کا سبب ہے: رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا، وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ﴾ [12]

"یقیناً اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن مجید) کے ذریعہ کتنے لوگوں کو بلند کرتا ہے اور اس کے ذریعہ کتنے لوگ کو پست کرتا ہے"

حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں سب سے زیادہ توجہ قرآن کی تعلیم پر مرکوز کی۔آپ نے اپنے دورِ خلافت میں قرآن کریم کی اشاعت کے لیے ضروری سورتوں یعنی بقرہ، نساء، مائدہ، نور کے متعلق یہ حکم دیا کہ سب

[10]- Imam Bukhri, Sahih Al-Bukhari, V.6, P.192, Hadith No.5027.

[11] -Abū Al-Ḥasan Al-Qushayrī, Muslim Ibn Al-Hajjaj, (Bairut:Dar-e-Ahya Al- Tarass Al Arabi, V.1, P.552, Hadith No.803.

[12]-Abu Muhammad Abdullah bin Abdul Rehman Al Darmi, Sunan Al Darmi, (Al-Suadia:Dar ul Mughni lil Nashar wa Altozi,2000),V.4,P.2118,Hadith No.3408.

لوگ اس قدر قرآن ضرور سیکھیں کیوں کہ ان میں احکام و فرائض لکھے ہوئے ہیں۔اس کے علاوہ علاقے کے گورنروں کو لکھ بھیجا کہ جو لوگ قرآن سیکھیں ان کی تنخواہیں مقرر کی جائیں۔[13]

" حضرت عمرؓ اہلِ افواج کو جو ضروری ہدایتیں لکھ کر بھیجا کرتے تھے ان میں یہ بھی ہوتا تھا کہ قرآن مجید پڑھنا سیکھیں، وقتاً فوقتاً گورنروں سے قرآن خوانوں کا رجسٹر منگواتے رہتے تھے۔ان کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ بے شمار لوگ قرآن پڑھ گئے۔ ناظرہ خوانوں کا تو شمار نہ تھا اور حافظوں کی تعداد سینکڑوں ہزاروں تک پہنچ گئی۔ فوجی افسران کو جب اس مضمون کا خط لکھا کہ حفاظانِ قرآن کو میرے پاس بھیج دو تا کہ میں ان کو قرآن کی تعلیم کے لیے جابجا بھیجوں، تو سعد بن ابی وقاصؓ نے جواب میں لکھا کہ صرف میری فوج میں تین سو حفاظ موجود ہیں۔[14]

حضرت عمرؓ اپنے دور میں قائم ہونے والے علمی مراکز میں لوگوں کو تعلیم کے علاوہ دینی تربیت بھی دیتے تھے اور ان کی عادتیں سنوارنے میں بھی نہایت اہم کردار ادا کرتے۔ پھر جب آپ نے محسوس کیا کہ مساجد سے الگ بچوں کی تعلیم کے لیے تدریسی مراکز ہونے چاہئیں تو آپ نے الگ درس گاہیں تعمیر کرائیں اور بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے خصوصی طور پر اساتذہ مقرر فرمائے۔[15]

حضرت عمرؓ نے لوگوں کو مختلف علوم حاصل کرنے کی تحریص دلائی۔ ان کے لیے حصولِ علم کے راستے آسان اور وسیع کیے اور ان کے لیے خصوصی وظائف مقرر فرمائے۔انہوں نے اپنے عمال کو لکھا کہ وہ میدانِ تعلیم میں بہترین کارکردگی دکھانے والوں کو انعامات سے نوازیں۔آپ نے سعد بن ابی وقاصؓ کو لکھا کہ بچا ہوا مال قرآن کی تعلیم حاصل کرنے والے طالب علموں کو دیا جائے۔[16]

علم فقہ

اسلامی احکامات پر عمل کرنے کے لیے اسلامی قوانین کا جاننا از حد ضروری ہے، جب تک قوانین کا علم نہ ہو گا اس وقت تک اسلامی احکامات پر درست طریقے سے عمل ممکن نہ ہو سکے گا۔ حضرت عمرؓ چاہتے تھے کہ ہر مسلمان ان اسلامی قوانین کا علم حاصل کرے اور انھیں اپنی زندگی پر لاگو کرے۔

---

[13]- Shibli Numani, Al Farooq, (Lahore:Maktabah Rehmania),P.252.
[14]-Alaou Uddin Ali bin Hassam Uddin, Kanz ul Aamal, V.1, P.228.
[15]-Muhammad Al Dhilvi, Al Sila tul Tanfiziah, (Riaz:Dar ul Miaraaj Al Dolia,2000),P.768.
[16]- Rafiq ul Azam, Ashar Mashaeer Al Islam fi Al harb wa Al Sisiyah, (Bairut:Dar ul Raiyd Al Arbi,1983),V.2,P.540-541.

شبلی نعمانی نقل فرماتے ہیں کہ خلیفہ وقت حضرت عمرؓ کو جہاں تک وقت اور فرصت کے لمحات میسر آتے تو خود بالمشافہ احکام کی تعلیم دیتے۔ جمعہ کے دن جو خطبہ پڑھتے تھے اس میں تمام ضروری احکام اور مسائل کو بیان کرتے تھے۔ حج کے خطبہ میں حج کے مناسک اور احکام و مسائل بیان فرماتے تھے۔ اسی طرح شام اور بیت المقدس وغیرہ کے سفر میں وقتاً فوقتاً جو مشہور اور پُر اثر خطبے پڑھے ان میں اسلام کے تمام مہمات، اصول اور ارکان بیان کیے اور چوں کہ ان موقعوں پر بے انتہا مجمع ہوتا تھا اس لیے ان مسائل کا اس قدر اعلان ہو جاتا تھا کہ اور کسی تدبیر سے ممکن نہ تھا۔ دمشق میں جابیہ کے مقام پر جو مشہور خطبہ پڑھا فقہاء نے اس کو بہت سے مسائل فقہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

وقتاً فوقتاً حضرت عمرؓ گورنروں اور افسران کو مذہبی احکام اور مسائل لکھ لکھ کر بھیجا کرتے تھے۔ مثلاً نماز پنج گانہ کے اوقات کے متعلق جس کی تعین میں مجتہدین آج تک مختلف ہیں۔ تمام گورنروں کو ایک مفصل ہدایت نامہ بھیجا۔ دو نمازوں کے جمع کرنے کی نسبت مفتوحہ ممالک میں تحریری اطلاع بھیجی کہ جائز ہے۔ [17]

علم عربیت و کتابت

حضرت عمرؓ نے قرآن کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ادب اور عربیت کی تعلیم کو بھی لازمی کر دیا تاکہ خود لوگ اعراب کی صحت و غلطی کی پہچان کر سکیں اور یہ حکم دیا کہ کوئی شخص جو لغت کا عالم نہ ہو قرآن نہ پڑھائے۔ تعلیمی درس گاہوں میں لکھنا بھی سکھایا جاتا تھا۔ عام طور پر تمام مفتوحہ علاقوں میں احکام بھیج دیتے تھے کہ بچوں کو شہ سواری اور کتابت کی تعلیم دی جائے۔ ابو عامر سلیم کی زبانی روایت ہے کہ میں بچپن میں گرفتار ہو کر مدینہ میں آیا۔ یہاں مجھ کو مکتب میں بٹھایا گیا۔ معلم مجھ سے جب میم لکھواتا تھا اور میں اچھی طرح نہیں لکھ سکتا تھا تو معلم کہتا گول لکھو جس طرح گائے کی آنکھیں ہوتی ہیں۔ [18]

یاقوت الحموی رقم کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ قرآن وسنت کے ساتھ متعلقہ علوم کے فروغ کو بھی بہت اہم قرار دیتے تھے۔ خصوصاً عربی سیکھنے کی بڑی تلقین فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: "عربی زبان سیکھو! یہ عقل کو پختہ کرتی ہے اور مروت میں اضافہ کرتی ہے۔" [19]

---

[17]- Shibli, Al Farooq, P.253-254.

[18]- Shibli, Al Farooq, P.251-253.
[19]- Yaqoot Al Hamvi, Maujam Al Adba, (Bairut:Dar-e-Sadir),V.1,P.19.

اسی مضمون کو الجاحظ الکنانی اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: "نحو (عربی گرامر) اسی طرح سیکھو جس طرح سنن اور فرائض سیکھتے ہو۔"[20]

حضرت عمرؓ اپنی قوم کو علم کتابت کی ترغیب دیتے، حضرت عمرؓ فرماتے: سب سے بری لکھائی لمبے لمبے خط کھینچنا ہے، سب سے اچھی لکھائی وہ ہے جو خوب واضح ہو۔ قرآن کریم کی قرأت کے حوالے سے آپ فرماتے: سب سے بری قرأت تیز رفتاری سے پڑھنا ہے۔[21]

علم معاشیات

حضرت عمرؓ تجارت کے سلسلے میں تجارت کے اسلامی قوانین واحکام کو سیکھنے کی تاکید فرماتے تھے، اور اس ضمن میں سختی فرماتے تھے۔ عمرؓ ایسے شخص کو کوڑے مارتے تھے جو تجارت کی غرض سے بازار میں بیٹھ جاتا اور اسے تجارت کے اسلامی احکام کا علم نہ ہوتا۔ آپ فرماتے تھے جسے سود کے بارے میں کوئی علم نہ ہو وہ ہمارے بازار میں تجارت کے لیے نہ بیٹھے۔ آپ بازاروں کا چکر لگاتے اور کبھی کسی کو کوڑے بھی مارتے اور اور فرماتے ہمارے بازار میں میں وہ شخص کاروبار کرے جو تجارت کے متعلق اسلامی علوم جانتا ہو، نہیں تو وہ جانے یا انجانے میں سود کھا رہا ہے۔[22]

مدینہ میں علمی سرگرمیاں

حضرت عمرؓ کے دس سالہ دورِ خلافت میں ان کی ذاتی خصوصیات، سیاسی بصیرت اور علمی لگاؤ کے سبب مدینہ قرآن، حدیث، فقہ اور تشریعی امور میں اولین درس گاہ کی حیثیت اختیار کر گیا اور علمی اعتبار سے اسے دو صدیوں تک عظیم ترین مقام حاصل رہا۔ مدینہ میں حضرت عمرؓ کے دور میں صحابہ کرامؓ کافی تعداد میں رہتے تھے۔ خاص طور پر اولین صحابہ کرامؓ اور حقیقت میں حضرت عمرؓ ہی نے انہیں مدینے میں روک رکھا تھا تاکہ ان کے پختہ ایمان واخلاص سے فیض یاب ہونا، عوامی کاموں میں ان سے مدد لینا، ان کے علمی و نظری بصیرت سے فائدہ اٹھانا اور ان کے مشوروں سے رہنمائی لینا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اہلِ مدینہ میں علم رچ بس گیا۔ صرف مدینہ ہی میں ایک سو تیس (۱۳۰) جلیل القدر صحابہ کرامؓ مفتی کے منصب کے حامل تھے۔ ان میں حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت

[20]- Abu Usman Umro bin Bhar Al Jahiz Al kanani, Al Biyan wa Al Tabiyan, (Egypt:Dar ul khanji,1968),V.2,P.219.
[21]- Abdul Rehman bin Abi Bakar Al Sayooti, Tadreeb Al Ravi fi Shrah Taqreeb Al Nawavi, (Al Qahirah: Dar ul Kutab Al Hadhithya,1385 A.H), P.152.
[22]- Muhammad Abdul Haiee Al kitani, Nizam ul Hakomata Al Islamiya, V.2, P.17.

عائشہؓ، زید بن ثابتؓ، عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن عمرؓ جیسے عظیم المرتبت علماء بھی تھے۔ افتاء وارشاد کا زیادہ تر کام یہی صحابہ کرامؓ سرانجام دیتے تھے۔

اگران مذکورہ صحابہ کرامؓ کے فتووں کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو ہر صحابی کی اس کے اپنے فتووں پر مشتمل علیحدہ طور پر ایک مستقل ضخیم کتاب مرتب کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح ام سلمہؓ، انس بن مالکؓ، عثمانؓ بن عفان، ابوسعید خدریؓ، سعدؓ بن ابی وقاص، ابوہریرہؓ، معاذؓ بن جبل، عبداللہ بن زبیرؓ، جابر بن عبداللہؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، عبادہ بن صامتؓ، زبیرؓ، طلحہؓ اور عمران بن حصینؓ، اگران میں سے ہر صحابی اور صحابیہ کے فتوے علیحدہ علیحدہ جمع کیے جائیں تو ہر ایک کا ایک ایک کتابچہ تیار ہو سکتا ہے۔[23]

حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں مدینہ شہر نے علم وفقہ کی دنیا میں ایک اعلیٰ مقام حاصل کیا ہوا تھا۔ بصرہ اور کوفہ میں قائم ہونے والے تعلیمی اداروں میں بھی مدینہ کی درس گاہوں کا اثر تھا۔ مدینہ کی درس گاہوں میں علم وآگہی کو جو فروغ اور بلندی حاصل ہوئی اس کے اسباب یہ تھے کہ مدینہ شریعت کا مرکز تھا اور حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں کوئی شہر بھی اس کا مدمقابل نہ تھا، مدینہ فقہاء صحابہؓ کا مرکز تھا۔

خلافت فاروقی میں اہل مدینہ کے علم کی عظمت کی ایک دلیل یہ بھی تھی کہ دیگر شہروں سے بھی لوگ علم کے حصول کے لیے مدینہ آئے۔ بہت سے اسلامی شہروں کے علماء نے بھی طلب علم کے لیے مدینہ کا رخ کیا۔ انھوں نے اپنے علم کی تصدیق کے لیے اپنے علوم مدینہ کے علماء کرام کو سنائے، مدینہ کے علماء کا اسلامی دنیا میں ایک مقام تھا۔ وہ مختلف شہروں میں قاضی اور معلم کی حیثیت سے پہنچے۔[24]

ابن تیمیہ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن مسعودؓ، حذیفہ بن یمانؓ، عمار بن یاسرؓ، عمران بن حصینؓ اور سلمان فارسیؓ کو علم کو پھیلانے کے لیے عراق روانہ کیا۔ معاذ بن جبلؓ، عبادہ بن صامتؓ، ابودرداءؓ، بلال بن رباحؓ اور ان جیسے کئی اور صحابہ کرامؓ کو شام کی طرف بھیجا تاکہ وہاں وہ علم کی شمع روشن کریں اور حضرت عمرؓ کے پاس حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، ابی بن کعبؓ، محمد بن مسلمہؓ اور زید بن ثابتؓ جیسے صحابہ کرامؓ موجود تھے۔

[23]- Muhammad Hassan Shurab, Al Madinata tul Nabviya Fajar ul Islam wa Al Asar Al Rashdi, (Bairut: Dar ul Qalam, 1994), V.2 ,P.45.
[24]- Shurab, Al Madinata tul Nabviya Fajar ul Islam wa Al Asar Al Rashdi, V.2, P.47.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 2 || July-December 2019 || P. 1-20
https://doi.org/10.29370/siarj/issue9ar1

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس وقت عراق میں سب سے زیادہ صاحب علم کی حیثیت سے مشہور تھے، لوگوں کو فتوے دیتے تھے، پھر جب وہ مدینہ تشریف لاتے تو مدینہ کے علماء سے اس بارے میں مذاکرہ فرماتے تھے۔ اہل مدینہ انھیں بعض اوقات ان کے قول سے رجوع کراتے تو وہ اہل مدینہ ہی کا قول اختیار فرمالیتے تھے۔[25]

اس سلسلہ میں امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ مدینہ میں قیام پزیر علماء میں علمی میدان میں سب سے زیادہ شہرت زید بن ثابتؓ نے پائی۔ حضرت عمرؓ نے انہیں مدینہ میں رہنے کا پابند کر رکھا تھا اور حضرت کے شاگرد بھی بہت زیادہ ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے زیدؓ کو مدینہ ہی میں فتوے جاری کرنے کا کام سونپ رکھا تھا۔ حمید بن اسود کا قول ہے کہ اہلِ مدینہ نے حضرت زیدؓ کے بعد سب سے زیادہ امام مالکؒ ہی کے اقوال اپنائے۔[26]

حضرت عمرؓ نے جن معلموں اور مفتیوں کو دین کی تعلیم اور فتوے دینے کی ذمہ داری سونپی تھی، ان کے لیے انہوں نے بیت المال سے وظیفے مقرر فرمائے تھے۔ جو معلمین چھوٹے بچوں کو تعلیم دیتے تھے، حضرت عمرؓ ان کا بھی خیال رکھتے تھے۔ مدینہ میں تین معلم ایسے تھے جو چھوٹے بچوں کو دین کی تعلیم دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ ان کو پندرہ پندرہ درہم ماہانہ وظیفہ دیتے تھے۔[27]

مکہ میں علم کا فروغ

مکہ میں ترجمانِ قرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو بہت ممتاز حیثیت حاصل رہی۔ انہوں نے علمِ تفسیر کے سرمایہ کو عام کرنے میں بڑی جانفشانی سے کام لیا۔ انہوں نے اپنے شاگردوں کو بھی اسی طریقے پر چلایا۔ چنانچہ ان کے زیراثر ایسے نامور علماء پیدا ہوئے کہ تفسیر کے میدان میں انہوں نے بڑا نام پایا۔ مکہ کے مدرسہ واسکول کی ترقی کے روحِ رواں حضرت عبداللہ بن عباسؓ تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو جو علمی مقام حاصل تھا اس کی وجہ علماء کرام یہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے بارے میں دین کے حصول اور علم تفسیر کی دعا، کبار صحابہؓ سے فیض حاصل کرنا، مسائل کے نتیجہ اخذ کرنے میں اعلیٰ

---

[25]- Taqi Uddin Ahmed Ibn Taimiya,Majmua tul Fatawa,(Dar ul Wafa bil Mansorah: Maktaba tul Abikan,1997),V.20,P.172.

[26]- Abu Abdullah Ahmed bin Muhammad Ahmed bin Hanbal,Al Aalal wa Maarfa tul Rijal,(Al Maktab ul Islami),Hadith No.5145.

[27]-Abu Bakar Ahmed bin Al Hussain Al Baihqi, Al Sanan ul kubra, V.6, P.124.

قابلیت، تفسیر سے لگاؤ، اپنے شاگردوں کی تعلیم وتربیت کے لیے خصوصی طریقہ کار کا استعمال، علم پھیلانے کی تمنا، درازی عمر اور حضرت عمرؓ کا قرب تھا۔[28]

مصر میں علم کا فروغ

مصر میں علم کے فروغ کے ضمن میں الخضیری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاصؓ نے جب مصر فتح کیا تو ان کے ساتھ بہت سے صحابہ کرامؓ موجود تھے۔ عقبہ بن عامرؓ مصر میں علمی اعتبار سے سب میں آگے تھے۔ انہیں مصر میں علمی حوالے سے کافی کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ اہلِ مصر ان سے دلی محبت کرتے تھے۔ اہلِ مصر نے ان سے روایات اخذ کیں وہ ان کی مجلس میں شامل ہوتے۔ سعب بن ابراہیم فرماتے ہیں اہلِ مصر عقبہ بن عامرؓ سے اسی طرح روایت کرتے اور ان سے اسی طرح محبت کرتے تھے جس طرح اہلِ کوفہ کے لیے عبداللہ بن مسعودؓ تھے۔[29]

مصریوں نے صحابہ کرامؓ ہی سے دین کا علم حاصل کیا۔ ان میں سر فہرست ابوالخیر مرثد بن عبداللہ الیزانی تھے جنہوں نے حضرت عقبہ اور عمرو بن عاصؓ سے علم حاصل کیا۔ اور ان کے شاگرد ہوئے۔[30]

کوفہ میں علمی کاوشیں

کوفہ میں تین سو کے قریب صلح حدیبیہ کے موقع پر موجود صحابہ کرامؓ اور ستّر کے قریب غزوہ بدر میں شریک ہونے والے صحابہؓ تشریف لائے اور وہاں قیام کیا۔ علم کی تحصیل کے لیے حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن مسعودؓ کو کوفہ بھیجا۔ آپ نے اہلِ کوفہ کو لکھا: اے اہلِ کوفہ! تم عرب کی اصل اور چوٹی کی حیثیت رکھتے ہو۔ میں نے عبداللہ بن مسعودؓ کو تمہاری طرف بھیجا ہے اور تمہارے لیے پسند کیا ہے۔ میں انہیں اپنے ساتھ رکھنے کا خواہش مند تھا مگر میں نے اپنی ذات پر تمہیں ترجیح دی ہے۔[31]

---

[28]- Muhammad Abdullah bin Ali Al Khuzairi, Tafseer ul Tabaieen, V.1, P.371-374.
[29]- Al Khuzairi, Tafseer ul Tabaieen, V.1, P.540-541.
[30] -Al Sayooti, Hassan ul Mahadrata fi Tareekh Misar wa Qahirah, (Egypt:Dar ul Ahiya ul kutab Al Arbia,1967),V.1,P.296.

[31]- Noor Uddin Ali bin Abi Bakar Al Haishmi, Majma ul Zwaid wa Munmba ul Fawaiyd, (Bairut:Dar ul kutab Al Arabi),V.9,P.291.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 2 || July-December 2019 || P. 1-20
https://doi.org/10.29370/siarj/issue9ar1

ابن حجر کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کوفہ کو نمایاں اہمیت دی۔عبداللہ بن مسعودؓ کو لکھا کہ : أَنَّ الْقُرْآنَ نَزَلَ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَأَقْرِئِ النَّاسَ بِلُغَةِ قُرَيْشٍ لَا بِلُغَةِ هُذَيْلٍ ''قرآن مجید قریش کے لہجے میں نازل ہوا ہے۔آپ انہیں اسی لہجے میں پڑھائیں، قبیلہ ہذیل کے لہجے میں نہ پڑھائیں۔''[32]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اللہ کے دین کی دعوت عام کرنے کے لیے ایک ایسی خصوصی جماعت تیار کر دی تھی جو علم اور مسائل کے سمجھنے میں ایک اعلیٰ مقام رکھتی تھی۔ وہ فرماتے تھے کہ ابن مسعودؓ کا نا صرف اپنے شاگردوں کے دلوں میں زبردست اثر تھا بلکہ بعد میں آنے والے لوگوں میں بھی ان کے اثرات نظر آتے رہے۔ [33]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی کوششوں سے بہت سے ایسے شاگرد پیدا ہوئے جنہوں نے فقہ، علم زہد اور تقویٰ میں بڑا نام پیدا کیا۔ ان میں سے علقمہ بن قیس، مسروق بن اجدع، عبیدہ بن سلمانی، ابو میسرہ بن شرجیل، اسود بن یزید، حارث جعفی اور مرہ ہمدانی قابل ذکر ہیں۔ [34]

شام میں علمی سلسلہ

شام کا علاقہ جب فتح ہوا تو یزید بن ابی سفیانؓ نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ شام کی آبادی بہت بڑھ گئی ہے۔ دور دور تک شہروں کے شہر بھر گئے ہیں۔اب ایسے معلمین کی سخت ضرورت ہے جو انہیں قرآن کی تعلیم دیں اور شرعی مسائل سے آگاہ کریں۔اس مقصد کے لیے آپ میری امداد فرمائیں۔ یہ مکتوب پڑھنے کے بعد آپ نے معاذ بن جبلؓ، عبادہ بن صامتؓ اور ابو درداءؓ کو شام روانہ کیا اور انہیں ہدایت فرمائی کہ تم سب سے پہلے حمص سے تعلیم کا آغاز کرنا۔ تم وہاں مختلف قسموں کے لوگ پاؤ گے۔ان میں سے کچھ علم کے فوری حصول کی زیادہ بہتر صلاحیت والے ہوں گے۔ تم سب سے پہلے ایسے ہی لوگوں کو تعلیم کے لیے منتخب کرنا۔ جب تم مطمئن ہو جاؤ تو تم میں سے ایک آدمی وہاں رہے جب کہ دوسرا دمشق اور تیسرا فلسطین چلا جائے۔انہوں نے ایسا ہی کیا۔ وہ سیدھے حمص پہنچے، جب انہیں تسلی ہو گئی کہ

---

[32]-Ahmed bin Ali Ibn Hajar Asqalani, Fath ul Bari, (Bairut: Dar ul Maarfa,1379 A.H), V.9, P.9.
[33]- Abu Abdullah Muhammad bin Ahmed Al Zahbi, Tareekh ul Islam wa Wafiyat ul Mashaheer wa Al Aalam, (Al Maktaba tul Tofeqiyah), V.3, P.52.
[34]- Al Khuzairi, Tafseer ul Tabaieen, V.1, P.472-484.

Vol. 5, No. 2 || July-December 2019 || P. 1-20
https://doi.org/10.29370/siarj/issue9ar1

لوگ مناسب علمی سطح پر پہنچ گئے ہیں تو عبادہ بن صامتؓ وہیں رُک گئے جب کہ ابودرداءؓ دمشق اور معاذ بن جبلؓ فلسطین چلے گئے۔[35]

شام میں حضرت معاذؓ، ابودرداءؓ اور عبادہؓ جیسے صحابہ کرامؓ کی کاوشوں سے علم پروان چڑھا۔ حضرت ابودرداؓ نے دمشق میں ایک عظیم الشّان حلقہ قائم کیا تھا۔ اس میں تقریباً سولہ سوافراد شریک ہوتے تھے۔ لوگ دس دس کی ٹولیوں میں بٹے ہوئے تھے اور نہایت شوق سے قرآن پڑھتے تھے۔ ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر بہتر پڑھنے کا مقابلہ ہوتا تھا۔ حضرت ابودرداءؓ خود ان کے پاس کھڑے ہو کر حروفِ قرآن کے متعلق تعلیم و تشریح فرماتے۔[36]

حضرت ابودرداءؓ کو علم سے بہت محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے گرد بہت علم کے پیاسے جمع ہو گئے۔ کوئی ان سے فرائض کا علم سیکھتا۔ کوئی حدیث کا مطلب سمجھتا تھا۔ کوئی حساب کتاب کے رموز سمجھتا تھا۔ کوئی کسی شعر کی تشریح جاننا چاہتا تھا کوئی کسی خاص مصیبت و مشکل کا حل معلوم کرتا تھا۔

معاذ بن جبلؓ کے علم سے پہلے اہلِ یمن اور پھر اہلِ شام کے لوگوں نے بھرپور فائدہ حاصل کیا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت معاذؓ کو اہلِ شام کو تعلیم دینے کے لیے روانہ فرمایا اور پھر مستقل طور پر وہیں ٹھہرایا۔ معاذؓ کا شام کی طرف جانا اہلِ شام کے لیے بہت فائدہ مند ثابت ہوا کیوں کہ معاذؓ نے اُن میں علم اور فقہ کا ذوق پیدا کر دیا۔

ابومسلم خولانیؒ فرماتے ہیں کہ " میں حمص کی مسجد میں گیا۔ وہاں میں نے تقریباً تیس عمر رسیدہ اصحابِ رسول ﷺ کو دیکھا۔ ان میں سرمگیں آنکھوں اور چمکدار دانتوں والا ایک ممتاز شخص نظر آیا۔ وہ خاموش بیٹھا تھا، جب لوگ کسی مسئلے میں رہنمائی کی ضرورت محسوس کرتے تو اُسی طرف رجوع کرتے تھے۔ میں نے پاس بیٹھے ایک آدمی سے پوچھا یہ کون ہیں؟ اُس نے جواب دیا یہ معاذ بن جبلؓ ہیں۔"[37]

حضرت معاذؓ لوگوں کو حصولِ علم کی مسلسل ترغیب دیتے رہتے تھے۔ وہ فرماتے تھے " وہ علم حاصل کرو جس علم کا حصول صرف اللہ کی رضا ہو۔ ایسا علم خشیت کا سبب ہے۔ اسے طلب کرنا عبادت ہے، اس کا ذکر اللہ کی تسبیح بیان کرنے کے مترادف ہے۔ اس کی تلاش میں نکلنا جہاد ہے۔ بے علم کو تعلیم دینا صدقہ ہے۔ علم کو اہلِ علم میں

---

[35]-Imam Bukhari, Al Tareekh ul Ousat, (Qahirah: Maktabah Dar ul Turass,1977), V.1, P.41.

[36]-Jamal Uddin Ibn Jozi, Ghaya tul Nihayata fi Tabqat ul Qura, V.1, P.607.

[37]- Al Khalifah Hamid Muhammad, Al Ansar fi Al Asar ul Rashadi, P.256.

تقسیم کرنا قربت کا ذریعہ ہے کیوں کہ اس علم میں حلال و حرام کے نشانات چمکتے ہیں۔ علم اہلِ جنت کا امتیازی نشان ،وحشت کے وقت انیس، سفر کا ساتھی، تنہائی میں گفتگو کرنے والا، اچھے برے وقت کا راہنما، دوستوں کے ہاں زینت اور دشمن کے خلاف ہتھیار ہے۔ اللہ تعالیٰ علم کے سبب بہت سی قوموں کو بلندی عطا فرماتا ہے اور انہیں بھلائی کا امام بنا دیتا ہے۔ اُن کے نقش قدم پر چلا جاتا ہے۔ ان کے افعال کی پیروی کی جاتی ہے اور ان کی رائے کا احترام کیا جاتا ہے۔"[38]

عبادہ بن صامتؓ کو بھی عمرؓ نے شام کی طرف قاضی اور معلم بنا کر بھیجا تھا۔ وہ پہلے صحابی تھے جو فلسطین میں قاضی کے عہدے پر فائز ہوئے۔ پہلے وہ حمص میں تھے، پھر فلسطین آئے اور وہیں مستقل رہائش اختیار کی۔ وہ قاضی ہونے کے ساتھ ساتھ لوگوں کو تعلیم کے نور سے بھی روشن فرماتے تھے۔ وہ مسلسل علمی خدمات انجام دیتے رہے، یہاں تک کہ خالقِ حقیقی سے جا ملے۔[39]

حضرت عمرؓ نے عبدالرحمٰن بن غنم اشعریؓ کو بھی لوگوں کو علم سکھانے کی غرض سے شام کی طرف روانہ کیا۔ معاذؓ، ابودرداءؓ اور عبادہ بن صامتؓ کبار صحابہ تھے۔ جنہیں حضرت عمرؓ نے شام کے علاقوں میں تعلیمی درس گاہ کو آباد کرنے کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ یہ تعلیمی درس گاہ ان علاقوں میں دعوت اور تعلیم و تربیت کے لیے بڑی کارآمد رہی۔ ان مذکورہ صحابہؓ کے ساتھ دیگر کئی قابل قدر صحابہ کرامؓ بھی شام پہنچے اور ان سب کی کوششوں سے بہت سے تابعین تعلیم یافتہ ہوئے جن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان میں سے مشہور ترین عائذ بن عبداللہ، ابوادریس خولانی اور مکحول ابو عبداللہ دمشقیؒ وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔[40]

بصرہ میں علمی کاوشیں

بصرہ کی تعلیمی درس گاہ کے روح رواں مشہور ترین مقیم صحابہ کرامؓ میں سرِ فہرست ابو موسیٰ اور حضرت انس بن مالکؓ تھے۔ انہوں نے بصرہ کے مقامی باشندوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا۔

---

[38]- Naeem Ahmed Abdullah Al Asphani, Hilya tul Aoliya wa Tabqat ul Asfia, (Bairut:Dar ul kutub ul Ilmiyah),V.1,P.239.

[39]- Waihba tul Zahilee, Ibadah bin Samat Sahabi Kabeer wa Faateh wa Mujahid, (Damishq: Dar ul Qalam,1988), P.84.

[40]- Al Khuzairi, Tafseer ul Tabaieen, V.1, P.526-528.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 2 || July-December 2019 || P. 1-20
https://doi.org/10.29370/siarj/issue9ar1

ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰؓ جس طرح حصولِ علم کا شوق رکھتے تھے اسی طرح وہ علم کو پھیلانے اور لوگوں کو تعلیم یافتہ بنانے کے آرزومند بھی رہتے تھے۔ وہ اپنے خطبوں میں لوگوں کو تعلیم و تعلم کی اہمیت اور افادیت سے روشناس کراتے تھے۔ ابوالمہلب فرماتے ہیں کہ " میں نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا، جسے اللہ تعالیٰ نے علم سے نوازا ہے وہ اس خزانے کو لوگوں میں تقسیم کرے اور بغیر علم کے کوئی بات نہ کہے ورنہ وہ متکلف اور بناوٹی آدمی سمجھا جائے گا اور دین سے نکل جائے گا۔"[41]

بصرہ میں تعلیمی سرگرمیوں کے حوالہ سے ذہبی کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعریؓ نے بصرہ کی مسجد کو اپنی علمی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ وہ روزانہ اپنا بہت سا وقت علمی مجالس کے لیے وقف فرماتے تھے۔ شاید ہی کوئی وقت ایسا گزرتا ہو جب وہ لوگوں کو علم سکھانے اور مسائل سمجھانے میں مصروف نہ ہوتے۔ وہ جوں ہی نماز سے سلام پھیرتے، لوگوں کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ انہیں دین کا علم، خصوصاً قرآن کریم کی قرأت سکھلاتے تھے۔ ابن شوذب فرماتے ہیں: "ابو موسیٰؓ جب فجر کی نماز سے فارغ ہوتے تو تمام صفوں میں فرداً فرداً ہر آدمی کو قرأت قرآن کا سبق دیتے تھے۔"

ابو موسیٰ الاشعریؓ نے سنت کی تعلیم اور روایت کو بھی فروغ دیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور کبار صحابہ کرامؓ سے بہت سی روایات بیان فرمائیں۔ پھر ان سے بہت سے صحابہ اور کبار تابعین نے مرویات روایت کیں۔ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: " ان سے بریدہ بن حصیب، ابو امامہ باہلی، ابو سعید خدری، انس بن مالک، طارق بن شہاب، سعید بن مسیّب، اسود بن یزید، ابو وائل شقیق بن سلمہ، ابو عثمان ہندی اور بہت سے دیگر حضرات نے مرویات روایت کیں۔"[42]

بصرہ میں درس وتدریس کے دوسرے بڑے متحرک صحابی حضرت انس بن مالکؓ تھے۔ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ حافظ ابن حجرؒ نے قریب قریب دوسو راویوں کا حوالہ دے کر بتایا ہے کہ انہوں نے انسؓ سے احادیث روایت کیں۔[43]

---

[41]- Abu Abdullah Muhammad Ibn Saad, Al Tabqaat ul Kubra, (Bairut,Dar- e-Sadir),V.4,P.107.
[42]- Al Zahbi, Seer Aalam ul Nabla, (Mousa tul Risalah), V.2, P.289.
[43]- Al Zahbi, Seer Aalam ul Nabla, V.2, P.397.

کبار تابعین علماء جیسے حسن بصری، سلیمان تیمی، ثابت بنانی، زہری، ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن، ابراہیم، یحییٰ بن سعید انصاری، محمد بن سیرین، سعید بن جبیر، قتادہ اور دیگر تابعین کا امام اور معلم حضرت انس بن مالکؓ کو قرار دیا ہے۔[44]

ذہبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت انسؓ سے بہت سے لوگوں نے احادیث روایت کیں۔ خصوصاً جن حضرات کا تعلق بصرہ سے تھا۔ انہوں نے ان سے کثیر روایات بیان فرمائیں۔ حضرت انسؓ اپنے شاگردوں سے بے حد محبت کرتے تھے۔ انہیں قریب بٹھاتے، عزت دیتے اور ہمیشہ تعلیم و تربیت سے ہمکنار کرنے کی کوشش کرتے اور فرماتے: ''تم اصحاب محمد ﷺ سے کس قدر مشابہت رکھتے ہو۔ تم تو مجھے اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہو۔ میرا کوئی بیٹا صرف اسی وقت میری طرف سے زیادہ عزت اور محبت کا مستحق ہو سکتا ہے جب وہ تم جیسا ہو۔ یاد رکھو! میں تمہارے لیے سحری کے وقت دعائیں کرتا ہوں۔''[45]

یہی وجہ تھی کہ بصرہ میں حضرت انس بن مالکؓ علماء کرام کی ایسی عظیم الشّان جماعت تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے جنہوں نے ان سے علم حدیث حاصل کیا اور آئندہ نسلوں کو پہنچایا۔ اس طرح ان کے علوم نسل در نسل پھیلتے چلے گئے۔ حضرت انسؓ کے شاگرد ڈیڑھ صدی سے زائد عرصہ زندہ رہے اور علوم عالیہ کی روشنی پھیلاتے رہے۔[46]

علمی مباحث

آپ کے دورِ خلافت میں باقاعدہ علمی مباحث منعقد ہوتے تھے۔

سنن نسائی میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

﴿أُتِيَ عُمَرُ بِامْرَأَةٍ تَشِمُ، فَقَالَ:أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ سَمِعَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَبُوهُرَيْرَةَ: فَقُمْتُ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَا سَمِعْتُهُ قَالَ: فَمَا سَمِعْتَهُ؟ قُلْتُ:سَمِعْتُهُ يَقُولُ:لَا تَشِمْنَ، وَلَاتَسْتَوْشِمْنَ﴾ [47]

[44]- Abdul Hameed Tahmaz, Anas bin Malik Al Khadim Al Ameen wa Al Muhib Al Azeem, (Damishq:Dar ul Qalam,1987),P.135.

[45]- Al Zahbi, Seer Aalam ul Nabla, V.5, P.63.
[46]- Al Haishmi, Majma ul Zwaid wa Munmba ul Fawaiyd, V.9, P.291.
[47]- Abu Abdul Rehman Ahmed bin Shoaib Al Nisai,Sanan un Nisai,(Halab:Maktab ul Matboaat Al Islamiya,1986),V.8,P.148,Hadith No.5106.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 2 || July-December 2019 || P. 1-20
https://doi.org/10.29370/siarj/issue9ar1

''حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت لائی گئی اس نے اپنے ہاتھ کو گود رکھا تھا۔ حضرت عمرؓ کھڑے ہوگئے، فرمایا میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم میں سے کسی نے گودنے کے بارے میں نبی ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں" میں فوراً کھڑا ہو گیا اور شہادت دی، اے امیر المومنین! میں نے سنا ہے۔ سیدنا عمرؓ نے پوچھا تم نے کیا سنا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''عورتیں اپنا جسم گودیں نہ گدوائیں۔''

امام بخاری مغیرہ بن شعبہؓ سے مروی اس حدیث مبارکہ کو تحریر فرماتے ہیں کہ:

﴿ أَنَّــهُ استشارهم في إملاص المرأة فقال المغيرة قضى النبي ﷺ بالغرة عبد أو أمة قال :ائت من يشهد معك ،فشهد مُحَمَّد بن مسلمة أنه شهد النبيﷺ قضى به﴾ 48

''سیدنا عمرؓ نے ایک دفعہ عورت کا حمل ضائع کرنے کے بارے میں مشورہ طلب فرمایا۔ میں نے کہا:'' نبی ﷺ نے اس سلسلے میں ایک لونڈی یا غلام دیت دینے کا حکم دیا تھا۔ عمرؓ نے فرمایا" اپنا گواہ پیش کرو" تو محمد بن سلمہؓ نے گواہی دی کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں تھے اور رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فیصلہ فرمایا تھا۔''

ایک دفعہ حضرت عمرؓ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو کسی ایسے سفر کے دوران میں جنبی ہو جائے جہاں پانی میسر نہ ہو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا:" جب تک اسے پانی نہ ملے وہ نماز نہ پڑھے۔" عمارؓ نے عرض کیا:" اے امیر المومنین! کیا آپ کو یاد نہیں؟ جب آپ اور میں اونٹوں پر سفر کر رہے تھے، ہم جنبی ہوگئے تھے۔ میں نے جانوروں کی طرح زمین پر لوٹ پوٹ ہو کر اپنے بدن پر مٹی مل لی تھی اور آپ نے نماز نہیں پڑھی تھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا تھا۔ بس تجھے اسی طرح کرنا چاہیے تھا۔" پھر نبی ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کر کے دکھایا۔ یہ سن کر عمرؓ نے فرمایا" اے عمارؓ اللہ سے ڈر،

---

[48]- Imam Bukhri, Sahih Al-Bukhari,kitab ul Diyat,Bab Janeen ul Mraat,V.9,P.11,Hadith No.6905-6906

عمارؓ نے عرض کیا، اگر آپ چاہیں تو میں یہ قصہ بیان نہیں کروں گا، عمرؓ نے فرمایا" نہیں میرا مطلب یہ ہے کہ جو بات تو بیان کر رہا ہے تو اس کا خود ذمہ دار ہے۔[49]

حضرت عمرؓ نے عمارؓ کو غلط قرار نہیں دیا بلکہ فرمایا کہ یہ بات اپنی ذمہ داری پر بیان کرو۔

صحیح مسلم میں سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ میں انصار کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ابو موسیٰ گھبرائے یا سہمے ہوئے ہمارے پاس آئے ہم نے کہا تجھے کیا ہوا انہوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اپنے پاس بلایا میں ان کے دروازے پر حاضر ہوا تو میں نے تین مرتبہ سلام کیا لیکن مجھے کوئی جواب نہ ملا تو میں واپس آگیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (بعد میں) کہا کہ تجھے ہمارے پاس آنے سے کس چیز نے روکا میں نے عرض کیا میں نے آپ کے دروازے پر حاضر ہو کر تین مرتبہ سلام کیا لیکن جواب نہ دیا گیا، تو کوئی اگر تین مرتبہ اجازت مانگے اور اسے اجازت نہ دی جائے تو چاہیئے کہ وہ واپس لوٹ جائے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس پر گواہی پیش کرو ورنہ میں تجھے سزا دوں گا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ان کے ساتھ وہی جائے گا جو قوم میں سب سے چھوٹا ہو گا ابو سعید نے کہا میں قوم میں سب سے چھوٹا ہوں فرمایا ان کو لے جاؤ۔"[50]

حاصل بحث و نتائج

حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں تعلیمی پالیسی یہ اپنائی کہ :

* تمام فتح کیے ہوئے علاقوں اور مملکت کے دیگر شہروں میں ابتدائی مکاتب و اسکولز کا قیام۔ ان مکاتب میں لکھنا پڑھنا، قرآن مجید، حدیث و فقہ، عربی ادب و نحو، اخلاقی اشعار اور امثال عرب کی تعلیم سلطنت کے مختلف شہروں میں علماء و اسکالر صحابہ کرامؓ کو تدریس کے لیے متعین کرنا * مدرسین اور معلمین کی تنخواہیں * عبادت و اسلامی علوم کی فروغ کے لیے مساجد کا قیام * طلباء کے لیے انعامات و وظائف * قرآن مجید کی جن سورتوں میں احکام و فرائض لکھے ہوئے ہیں، یعنی سورۃ البقرہ، نساء، مائدہ اور نور کا علم حاصل کرنا لازمی قرار دیا گیا * طلباء کا داخلہ اور حاضری کا ریکارڈ

[49]-Suleman bin Al Ashass Abu Daud,Sanan Abi Daud,Kitab al Tharah,Bab al Tayammum,(Bairut:Al Maktaba tul Asriya,Saida),V.1,P.88,Hadith No.322.
[50]- Imam Muslim,Sahih Muslim,kitab ul Aadab,Bab Al Astezan,(Bairut:Dar -e- Ahya ul Turass Al Arbi),V.3,P.1694,Hadith 2153.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 2 || July-December 2019 || P. 1-20
https://doi.org/10.29370/siarj/issue9ar1

مرتب کرنا* طلباء کا داخلہ اور حاضری کا ریکارڈ مرتب کرنا* تجارت سے وابسطہ افراد کے لیے تجارت سے متعلق علم و قوانین کا حصول لازمی ہو گا* کتابت کا علم سیکھا جائے

حضرت عمرؓ کے دور میں رائج تعلیمی نظام میں نصاب:

۱۔ناظرہ قرآن ۲۔حفظ قرآن ۳۔تفسیر قرآن ۴۔قرأت ۵۔حدیث

وفقہ ۶۔عربی ادب ۷۔شرعی احکام و مسائل ۸۔عربی زبان ۸۔نحو (عربی گرامر)

۱۰۔علم معاشیات ۱۱۔لکھنا پڑھنا ۱۲۔امثال عرب ۱۳۔اخلاقی اشعار ۱۴۔کتابت کا علم

۱۵۔حساب کتاب ۱۶۔علم المباحث

تعلیم انسان کو شعور بخشتی ہے اور قوموں کو جینے کا راستہ دکھاتی ہے۔اسلام اپنے پیروکاروں کو حصول علم کی تاکید کرتا ہے اور اسے سربلندی کا زینہ قرار دیتا ہے، علم کی اس قدر افزائی اور ترغیب کے نتیجے میں تاریخ اسلام میں علمی نشاط، جوش وجذبہ اور علم کے لیے فدائیت وفنائیت کا ولولہ پیدا ہوا حضرت عمرؓ بھی تعلیم کی اہمیت سے بخوبی واقف تھے چنانچہ اسی تعلیمی اہمیت کے پیش نظر حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں علم کو عام کرنے کے لیے خصوصی توجہ دی۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں تعلیم کو نہایت ترقی دی، تمام مفتوح علاقوں میں ابتدائی مکاتب قائم کئے، مدرسین اور معلمین کی تنخواہیں مقرر کیں، تعلیمی میدان میں بہترین کارکردگی دکھانے والوں کی حوصلہ افزائی فرمائی،آپؓ کی تعلیمی پالیسی سے اسلامی سلطنت میں تعلیم کو فروغ حاصل ہوا، خصوصاً مدینہ ،مکہ ،بصرہ ،کوفہ ،شام اور مصر علمی لحاظ سے خوب پھلے اور پھولے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دورِ خلافت میں جلیل القدر صحابہ کرامؓ کی علمی صلاحیتوں سے بھرپور استفادہ کیا اور ہر اہم موقع پر انہی کی خدمات حاصل کیں۔ان محترم ہستیوں نے ایسی عظیم الشّان علمی اور فقہی بنیادیں قائم کیں کہ فتوحات کے لیے قافلے خود بخود ملتے چلے گئے۔علم وفضل کے حامل صحابہ کرامؓ نے لوگوں کی اصلاح اور تربیت فرمائی۔انہوں نے اسلام قبول کرنے والوں کو فصیح عربی سکھائی۔ان کی عجمی لکنت ختم کی۔اس طرح نئے مفتوحہ علاقوں کے لوگوں نے اسلام کی معیاری زبان سیکھ لی اور ان علاقوں میں اسلامی علوم وفنون کا شوق پیدا ہو گیا۔اس کا فائدہ یہ ہوا کہ صحابہ کرامؓ کے زمانے کے بعد اہلِ عجم میں بھی علم وادب کے علماء پیدا ہو گئے اور انہوں نے علمی میدانوں میں نمایاں کارنامے سرانجام دیے۔ مفتوحہ علاقوں میں قائم ہونے والے ان علمی اور فقہی درس گاہوں سے عظیم علماء اور فقہاء پیدا ہوئے انہوں نے صحابہ کرامؓ کا علم اپنے بعد آنے والوں کو منتقل کیا جس سے کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کی روایت کا علم صحابہ کرامؓ سے سنداً متصل ہو گیا۔آپؓ کے دور میں باقاعدہ علمی مذاکرات اور تحقیقی کام ہوا باقاعدہ علمی مباحثے ہوئے،اگر کسی مسئلہ پر اختلاف ہوتا تو اجماع کے

ذریعے سے اس مسئلہ کا حل نکال لیا گیا، حضرت عمرؓ کی تعلیمی اصلاحات کے اس دور نے ان مدارس پر اپنے گہرے اثرات چھوڑے جو معاشرتی ترقی اور فتوحات کی وسعت کے بعد قائم ہوئے۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں قائم کردہ تعلیمی درس گاہ کے طالب علم حاصل کرنے کے بعد ایسے شاگرد ثابت ہوئے کہ جنہوں نے آگے چل کر علم کی شمع دوسروں تک پہنچائی۔ان تمام تعلیمی اقدامات سے آپؓ کے دور خلافت کو بجا طور پر ایک علمی دور قرار دیا جا سکتا ہے۔اس دور میں اگرچہ سائنسی علوم میں ترقی نظر نہیں آتی البتہ یہ دور سائنسی علوم کی بنیاد بنا،آنے والے ادوار کے لوگوں نے اس علمی دور سے استفادہ کیااور علمی میدان میں آگے بڑھے۔ علم ترقی کا سرچشمہ ہے کسی بھی قوم وسلطنت اور معاشرے کی ترقی وفلاح کے لیے تعلیم بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ عصر حاضر میں مسلمانوں کی ترقی حصول علم میں مضمر ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)